نزول سے تا قیامت قوموں کے عروج و زوال کا واحد معیار ہے۔ جو قوم اسے اپنے نظامِ زندگی میں رائج اور جاری و ساری کر لیتی ہے وہ رفعتوں‘ بلندیوں اور کامیابیوں کی مستحق ٹھہرتی اور جو اسے پس پشت ڈالتی‘ نظر انداز کرتی اور اس کی تعلیمات سے روگردانی کی مرتکب ٹھہرتی ہے‘ عبرتناک ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنا دی جاتی ہے۔ ہر صاحبِ عقل و خرد یقیناً اس امر کی تائید کرے گا کہ عصرِ حاضر میں اُمت مسلمہ کی ڈوبتی ناؤ کو لرزہ خیز اور ہلاکت آفرین طوفانوں سے نکال کر ساحلِ کامرانی سے ہمکنار کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ افرادِ ملت کو قرآن کریم اور اس کی حتمی مراد سنتِ رسول ﷺ سے جوڑ دیا جائے‘ جو کہ حبل اللہ المتین اور فرد و معاشرے کے ہر ہر مسئلے کا شافی حل ہے۔ اسلامی تاریخ اس بات کی کھلی شہادت دیتی ہے کہ اُمت پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا اور اسے اندرونی یا بیرونی چیلنجز سے سابقہ پیش آیا تو علمائے اُمت اور رہنمایانِ ملت نے اسی قرآن کو بنیاد بنا کر ان چیلنجز کا مقابلہ کیا اور وہ اس میں پوری طرح سرخرو ہوئے۔ لہٰذا آج بھی کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ قرآنی حکمت و بصیرت کو اطراف و اکناف میں پھیلا دیا جائے تاکہ مطلعِ ملت پر چھائے ہوئے ظلم و تعدی کے بادلوں کو چیر کر نورِ خدا پوری کائنات کو اپنی ضوفشانیوں سے منور کر دے اور اندھیروں میں بھٹکی ہوئی انسانیت اپنے اصلی مقام‘ خلد بریں کی طرف عازمِ سفر ہو سکے۔

ان حالات میں وہ لوگ قابلِ صد مبارک باد ہیں‘ جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن مجید کے ابلاغ و تبلیغ اور افہام و تفہیم کے لیے وقف کر رکھی ہیں۔ ان پر مبدأ فیض کی یہ خاص نگاہِ تلطف ہے کہ انہیں اشاعتِ قرآن کے نبویؐ مشن کے لیے منتخب کیا گیا کہ رحمان و رحیم کی یہ کرم گستری بجائے خود باعث افتخار ہے۔ لیکن دعوت الی القرآن پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کی راہ گزر ہے۔ اس لیے کہ جب کلامِ الٰہی کی دعوت افرادِ معاشرہ کو اپنی فطری تاثیر سے اپنی جانب متوجہ کرتی اور خلقِ خدا اس نشیدِ دل نواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی کے سانچے اس کے مطابق ڈھالتی ہے تو ابلیس ملعون اور اس کی ذریت اس پکار کی پرزور مزاحمت کرتی ہے۔ چنانچہ جب اپنی خواہشاتِ نفس‘ اور درحقیقت شیطان کے پجاری اصحاب جبہ و دستار کے مفادات پر زد پڑتی ہے اور انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے دکھائی دیتے ہیں تو وہ داعیانِ قرآن کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں کود پڑتے ہیں۔ مذہبی سطوت و اقتدار کے خداوند اپنی مسانید عظمت و عقیدت کے تحفظ کی خاطر ان لوگوں کے درپے ہو جاتے ہیں جو ان کے فرسودہ افکار و نظریات کی جکڑ بندیوں سے لوگوں کو آزاد کر کے بندگیٔ رب کے قرآنی حکم کی تعمیل کرواتے ہیں۔ مسانید علم و ارشاد پر برخود غلط تمکن گزین یہ پروہت و پنڈت جب دلیل و برہان کے میدان میں اپنے آپ کو تہی دامن پاتے ہیں تو گھٹیا ہتھکنڈوں پر اتر آتے ہیں۔ اور تاریخی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بے حجابانہ سامنے آئے گی کہ نفس کی پرستش کرنے والے یہ نام نہاد علمبرداران مذہب جب کسی داعی قرآن سے بغض و عناد میں اندھے ہو کر بازارِ مخاصمت سرگرم کرتے ہیں تو جس قدر بھیانک جرائم ان گوشوں سے نمودار ہوتے ہیں دنیا کے کسی اور گوشے سے باید و شاید۔

(باقی صفحہ 13 پر)